بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

صحابہ جنگوں میں شہید ہونا عین راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے تھے

بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ اور خاص طور پر عامر بن فہیرہ جن کو حضرت ابوبکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور آپ کے ساتھ ہجرت کا بھی موقع ملا۔ یہ وفا کے پتلے تھے جنہوں نے ہر موقع پر وفا دکھلائی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 جنوری 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ، اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں حضرت عامر بن فہیرہ کا ذکر کروں گا۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخیافی بھائی طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے یہ بھی سیاہ فام غلام تھے۔ پہلے اسلام لانے والوں میں شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے سے قبل اسلام لا چکے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد کافروں کی طرف سے آپ کو بڑی تکالیف پہنچائی گئیں۔ پھر حضرت ابوبکر نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ ہجرت مدینہ کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر غار ثور میں تھے تو آپ حضرت ابوبکر کی بکریاں چراتے تھے۔ حضرت ابوبکر نے انہیں حکم دیا تھا کہ بکریاں ہمارے پاس لے آیا کرنا۔ آپ سارا دن بکریاں چراتے تھے اور شام کو حضرت ابوبکر کی بکریاں غار ثور کے قریب لے جاتے تھے تو آپ دونوں اصحاب خود بکریوں کا دودھ دوہ لیتے تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر۔ جب عبداللہ بن ابی بکر ان دونوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے پاس جاتے تھے تو حضرت عامر بن فہیرہ ان کے پیچھے پیچھے جاتے تھے تا کہ ان کے قدموں کے نشان مٹ جائیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر غار ثور سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے تو اس وقت حضرت عامر بن فہیرہ نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت ابوبکر نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا تھا۔ اس وقت ان کو راستہ دکھانے والا بنو ادیل کا ایک مشرک شخص تھا۔ حضرت عامر بن فہیرۃ غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے اور بئر معونہ کے موقع پر چالیس سال کی عمر میں ان کی شہادت ہوئی۔

حضرت ابوبکر نے ہجرت سے قبل سات ایسے غلاموں کو آزاد کروایا تھا جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف دی جاتی تھی جن میں حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ بھی شامل تھے۔ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ایک دن ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی کہنے والے نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر کپڑا اوڑھے ہوئے آ رہے ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ابوبکر نے اجازت دی آپ اندر

آئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔حضرت ابوبکر نے کہا یارسول اللہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلئے میرے ماں باپ آپ پرقربان،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تم بھی میرے ساتھ چلو۔پھر حضرت ابوبکر نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پرقربان۔تو پھر ساتھ چلنا ہے تو میری ان دوسواری کی اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیجئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیمتاً لوں گا۔حضرت عائشہ کہتی تھیں چنانچہ ہم نے جلدی سے دونوں کا سامان تیار کر دیا اور ہم نے ان کیلئے توشہ تیار کر کے چمڑے کے تھیلے میں ڈال دیا۔حضرت ابوبکر کی بیٹی حضرت اسماء نے اپنے کمربند سے ایک ٹکڑہ کاٹ کر تھیلے کے منہ کو اس سے باندھا اس لئے ان کا نام ذات النطاق ہوگیا۔کہتی تھیں کہ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ثور پہاڑ کے ایک غار میں جا پہنچے اور اس میں تین راتیں چھپے رہے۔حضرت عبداللہ بن ابوبکر ان دونوں کے پاس جا کر رات ٹھہرتے اور اندھیرے میں ہی ان کے پاس سے چلے آتے اور مکہ میں قریش کے ساتھ ہی صبح کرتے تھے جیسے وہیں رات گزاری ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر نے بنودیل کے قبیلے کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھ لیا تھا اور وہ بنوعبد بن عدی سے تھا۔راستہ بتانے کا ماہر تھا اور وہ کفار قریش ہی کے مذہب پر تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر دونوں نے اس پر اعتبار کیا۔اور اپنی سواری کی اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں اور اس سے یہی وعدہ ٹھہرایا کہ وہ تین دن کے بعد صبح کے وقت ان کی اونٹنیاں لے کر غار ثور پر پہنچے گا۔عامر بن فہیرۃ اور رہبر ان دونوں کے ساتھ چلے وہ رہبر ان تینوں کو سمندر کے کنارے کے راستے سے لے کر چلا گیا۔

سراقہ بن مالک بن جوشم کہتے تھے کہ ہمارے پاس کفار قریش کے ایلچی آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر دونوں میں سے ہر ایک کی دیت مقرر کرنے لگے اُس شخص کے لئے جو اُن کو قتل کرے یا قید کرے۔اسی اثناء میں کہ میں اپنی قوم بنومدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا سراقہ! میں نے ابھی سمندر کے کنارے کی طرف کچھ سائے دیکھے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی ہیں۔سراقہ کہتے ہیں مَیں کچھ دیر کے بعد اٹھا اور گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میری گھوڑی نکالو وہ سرپٹ دوڑتی ہوئی مجھے لے گئی یہاں تک کہ جب ان کے قریب پہنچا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو میرے گھوڑی نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں اس سے گر پڑا۔میں اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ترکش سے تیر نکالا اور فال لی کہ آیا ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں فال میرے خلاف نکلی۔میں پھر اپنی گھوڑی پر سوار ہوگیا اور جو فال نکلی تھی اس کے خلاف عمل کیا۔گھوڑی پھر سرپٹ دوڑتے ہوئے مجھے لئے جا رہی تھی اور اتنا نزدیک ہوگیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے سن لیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے اور حضرت ابوبکر کثرت سے مڑ مڑ کر دیکھتے تھے۔میری گھوڑی کی اگلی ٹانگیں زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئیں اور میں گر پڑا۔مَیں نے دوبارہ تیروں سے فال لی تو وہی نکلا جسے میں ناپسند کرتا تھا یعنی یہ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قابو نہیں پا سکتا تب میں نے انہیں آواز دی کہ تم امن میں ہو اور وہ پھر ٹھہر گئے۔ان تک پہنچنے میں جو روکیں مجھے پیش آئیں ان کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بول بالا ہوگا۔میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے تمام بدارادوں کی تفصیل بتادی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہمارے سفر کے متعلق حال پوشیدہ رکھنا۔میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ میرے لئے امن کی ایک تحریک لکھ دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرۃ سے فرمایا کہ تحریر لکھ دو اور اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوگئے۔

مدینہ میں مسلمانوں نے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل پڑے ہیں اس لئے وہ ہر صبح حرّہ میدان تک جایا کرتے تھے اور وہاں آپ کا انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی کی وجہ سے پھر واپس چلے جاتے تھے۔ایک دن ایک یہودی اپنے محل پر کچھ دیکھنے کے لئے چڑھا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔یہودی سے رہا نہ گیا اور وہ بے اختیار بلند آواز سے بول اٹھا اے

عرب کے لوگو یعنی مدینہ والو یہ تمہارا وہ سردار ہے جس کا تم انتظار کر رہے ہو۔ یہ سنتے ہی مسلمان اٹھ کر اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکے اور حرۃ کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ آپ انہیں ساتھ لئے ہوئے اپنی داہنی طرف مڑے اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں ان کے ساتھ اترے اور یہ دوشنبہ یعنی سوموار کا دن تھا اور ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنوعمرو بن عوف کے محلے میں دس سے کچھ اوپر راتیں ٹھہرے اور وہ مسجد بنائی گئی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ساتھ پیدل چلنے لگے اور وہ اونٹنی مدینہ میں وہاں جا کر بیٹھی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اُن دِنوں وہاں چند مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ سہیل اور سہل کے کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دولڑکوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کی قیمت دریافت کی تا اسے مسجد بنائیں تو ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو یہ زمین مفت دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین مفت لینے سے انکار کیا اور ان سے خریدا اور پھر مسجد بنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کے بنانے کے لئے لوگوں کے ساتھ اینٹیں ڈھونے لگے اور جب اینٹیں ڈھو رہے تھے تو ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَۃ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَ۔ کہ اے اللہ اصل ثواب تو آخرت کا ثواب ہے اس لئے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ ہجرت کو اپنے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: جب مکہ والے آپؐ کی تلاش میں ناکام رہے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر کو زندہ یا مردہ واپس لے آئے گا اس کو سو اونٹنی انعام دیا جائے گا۔ اور اس اعلان کی خبر مکہ کے اردگرد قبائل کو بھجوا دی گئی چنانچہ سراقہ بن مالک ایک بدوی رئیس اس انعام کے لالچ میں آپ کے پیچھے روانہ ہوا۔ تلاش کرتے کرتے اس نے مدینہ کی سڑک پر آپ کو جا لیا جب اس نے دو اونٹنیوں اور ان کے سواروں کو دیکھا اور سمجھ لیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہیں تو اس نے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑا دیا مگر راستہ میں گھوڑے نے زور سے ٹھوکر کھائی اور سراقہ گر گیا۔ سراقہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ اپنا واقعہ خود اس طرح بیان کرتا ہے۔

جب عامر بن فہیرۃ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر امن کا پروانہ لکھ کر سراقہ کو دیا اور سراقہ لوٹنے لگا تو معاً اللہ تعالیٰ نے سراقہ کے آئندہ حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیب سے ظاہر فرما دیئے۔ آپ نے اسے فرمایا کہ سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا کسریٰ بن ہرمز شہنشاہ ایران کے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ کی یہ پیشگوئی کوئی سولہ سترہ سال کے بعد جا کر لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ سراقہ مسلمان ہو کر مدینہ آ گیا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی شان کو دیکھ کر ایرانیوں نے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے اور بجائے اسلام کو کچلنے کے خود اسلام کے مقابلے میں کچلے گئے۔ کسریٰ کا دارالامارۃ اسلامی فوجوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوا اور ایران کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے جس میں وہ کڑے بھی تھے جو کسریٰ ایرانی دستور کے مطابق تخت پر بیٹھتے وقت پہنا کرتا تھا۔ حضرت عمر کے سامنے جب اموال غنیمت لا کر رکھے گئے اور آپؓ نے اپنے سامنے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو خدا کی قدرت ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ انہوں نے کہا سراقہ کو بلاؤ۔ سراقہ بلائے گئے تو حضرت عمر نے انہیں حکم دیا کہ وہ کسریٰ کے کنگن اپنے ہاتھوں میں پہنیں سراقہ نے کہا اے خدا کے رسول کے خلیفہ سونا پہننا تو مسلمانوں کے لئے منع ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ہاتھ میں سونے کے کنگن دکھائے تھے۔ یا تو تم یہ کنگن پہنو گے یا میں تمہیں سزا دوں گا۔ سراقہ نے وہ کنگن اپنے ہاتھ میں پہن لئے اور مسلمانوں نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضور انور نے فرمایا: جب عامر بن فہیرۃ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو وہاں آ کر آپؓ ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو آپ تندرست ہو گئے تھے۔ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی عیادت کی اجازت مانگی تو آپ نے ان کو اجازت عطا فرمادی۔

پھر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ کو ان اصحاب کے حالات وخیالات بتائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَبَّبْتَ اِلَیْنَا مَکَّۃَ واشد۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی صَاعِھَا وَ فِی مُدِّھَا وَانْقُلْ وَبَاھَا اِلٰی مَا یعا۔ اے اللہ مدینہ کو ہمیں ایسا ہی پیارا بنادے جیسا کہ تو نے مکہ کو ہمارے لئے محبوب بنایا تھا یا اس سے بھی بڑھ کر۔ اے اللہ ہمارے لئے اس کے صاع میں اور اس کے مدّ میں برکت ڈال دے اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت مند مقام بنادے اور اس کی وباء کو ہم سے دور لے جا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عامر بن فہیرہ بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت عامر بن فہیرۃ کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اسلام نے تلوار کے زور سے فتح نہیں پائی بلکہ اسلام نے اس اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ فتح پائی ہے جو دلوں میں اتر جاتی تھی اور اخلاق میں ایک اعلیٰ درجہ کا تغیر پیدا کر دیتی تھی۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میرے مسلمان ہونے کی وجہ محض یہ ہوئی کہ میں اس قوم میں مہمان ٹھہرا ہوا تھا جس نے غداری کرتے ہوئے مسلمانوں کے ستر قاری شہید کر دیئے تھے۔ آخر صرف ایک صحابی رہ گئے جن کا نام عامر بن فہیرۃ تھا۔ بہت سے لوگوں نے مل کر انکو پکڑ لیا اور ایک شخص نے زور سے نیزہ ان کے سینے میں مارا۔ نیزے کا لگنا تھا کہ ان کی زبان سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا کہ فزت ورب الکعبۃ۔ کہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ جب میں نے ان کی زبان سے وہ فقرہ سنا تو میں حیران ہوا اور میں نے کہا یہ شخص اپنے رشتہ داروں سے دور اپنے بیوی بچوں سے دور اتنی بڑی مصیبت میں مبتلا ہوا اور نیزہ اس کے سینے میں مارا گیا مگر اس نے مرتے ہوئے اگر کچھ کہا تو صرف یہ کہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میری طبیعت پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان لوگوں کا مرکز جا کر دیکھوں گا اور خود ان لوگوں کے مذہب کا مطالعہ کروں گا۔ چنانچہ میں مدینہ پہنچا اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ جنگوں میں شہید ہونا عین راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے تھے اگر ان کو لڑائی میں کچھ دکھ پہنچتا تھا تو اس کو دکھ نہیں سمجھتے تھے بلکہ سکھ خیال کرتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا: پس بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ اور خاص طور پر عامر بن فہیرۃ جن کو حضرت ابوبکر کی خدمت کا بھی موقع ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا موقع ملا اور آپ کے ساتھ ہجرت کا بھی موقع ملا۔ یہ وفا کے پتلے تھے جنہوں نے ہر موقع پر وفا دکھلائی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 18th - January - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB